حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ابو داؤد)

حتیٰ کہ ابتداء میں مرزا صاحب خود بھی ختم نبوت کے قائل تھے اور نبوت کے دعویٰ کو کفر جانتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے آپ (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم) پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا۔" (حمامۃ البشریٰ) "ثابت ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶) "میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۴۴)

"سیدنا و مولانا حضرت مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب جانتا ہوں۔" (تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۲۲)

دعویٰ نبوت کی حقیقت | قرآن و حدیث کے مستند و واضح دلائل اور پھر مرزا صاحب کے اپنے اعلان کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں اور ختم نبوت کا منکر کاذب اور کافر ہے۔ کے بعد مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت حیران کن ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو کہ ایک عالم دین تھے اور ختم نبوت کے منکر کو کاذب اور کافر سمجھتے تھے خود اعلان نبوت کیوں کیا؟

مرزا صاحب کے اعلان نبوت کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے صرف دنیوی اغراض و مفادات کے لئے سوچ سمجھ کر اور خوب غور و فکر کے بعد ایک پروگرام کے تحت یہ ڈھونگ رچایا ہو۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب سے پہلے بھی بہت سے لوگ نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور قتل ہوا۔ لیکن اگر مرزا صاحب کی تصنیفات کو سرسری جائزہ لیا جائے تو معمولی سوجھ بوجھ کا ہر انسان ان کی تحریروں میں واضح تضادات کو فوراً محسوس کر لیتا ہے۔ مرزا صاحب ایک ذہین آدمی تھے۔ اگر انہوں نے یہ دعویٰ سوچ سمجھ کر ایک سکیم کے تحت کیا ہوتا تو ان کی تصنیفات میں واضح تضادات نہ ہوتے کیونکہ کسی بھی نارمل مرد کی تحریروں میں اس قدر نمایاں تضادات نہیں ہوتے۔ جب کہ آپ کی تحریریں تضادات کا شاہکار ہیں۔ خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے:-

"کسی عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو جو خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے۔" (ست بچن صفحہ ۳۰)

"جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۱۲)

مگر خود مرزا صاحب کا کلام تضاد اور تناقض سے بھرا پڑا ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:-

۱۔ "اے لوگو دشمن قرآن نہ بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کیئے جاؤ گے۔" (آسمانی فیصلہ صہ ۲۵)

" ان پر واضح رہے کہ ہم بھی ۔ نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۶ صہ ۳۰۲)

دوسری طرف فرماتے ہیں " اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی)

" سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء صہ ۱۱)

۲۔ " میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب صہ ۱۳۰)

دوسری طرف لکھتے ہیں ۔" خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔" (رسالہ الذکر الحکیم جلد ۴ صہ ۲۵)

۳۔ " لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان (لعنت کرنے والا) نہیں ہوتا (ازالہ اوہام صہ ۶۶۰)

" میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔" (آسمانی فیصلہ صہ ۹)

" گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔" (اربعین صہ ۴ ضمیمہ ۵)

" میں سچ سچ کہتا ہوں جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ (ازالہ اوہام جلد ۱ صہ ۶)

دوسری طرف رقمطراز ہیں۔" ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔"
(درثمین صفحہ ۲۵۱)

مولانا محمد حسین بٹالوی کے متعلق فرماتے ہیں :۔ "پلید۔ بے حیا۔ سفلہ" (ضیاء الحق صہ ۱۳۳)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں ۔" کفن فروش۔ کتا۔" (اعجاز احمدی صہ ۲۳)

" خبیث۔ سور۔ کتا۔ بد ذات۔ گوں خور" (بحوالہ الہامات از مرزا صاحب از شیخ الاسلام صہ ۱۲۲ حاشیہ)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق ارشاد ہے :۔

" غول۔ لئیم۔ فاسق۔ ملعون۔ نطفہ سفہاء۔ خبیث۔ کنجری کا بیٹا۔" (انجام آتھم صہ ۲۸۱)

مرزا صاحب کی مذکورہ بالا تحریریں نہ صرف تضاد کا شاہکار ہیں بلکہ ایسی تحریریں ایک نبی کا تو ذکر ہی کیا کسی بھی شریف انسان کے مقام سے فروتر ہیں۔ کوئی بھی نارمل اور معقول انسان ایسی گندی زبان تحریر کرنا پسند نہیں کرتا۔ چہ جائے کہ ایک نبی ایسی گھٹیا اور بازاری زبان استعمال کرے۔

۴۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں :۔" اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔" (چشمہ معرفت صہ ۲۰۹)

ص ۴۷) یعنی پہلے مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے۔

۳۔ اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب کو یہ بیماری یک بارگی لاحق نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ اس بیماری میں آہستہ آہستہ گرفتار ہوتے گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے نبوت کا اعلان یک لخت نہیں کیا۔ بلکہ پہلے پہل وہ ایک مبلغ اور مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۳۸) پھر محدث ہونے کا دعویٰ کیا۔ لکھتے ہیں "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدث کا دعویٰ ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۴۲۱) ۱۸۸۴ء میں مجدد ہونے کا اعلان کیا چنانچہ ان کے بقول "اور مصنف کو بھی اس بات کا علم دیا گیا کہ وہ مجدد وقت ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵) پھر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ فرماتے ہیں۔ "مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔" (اشتہار مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۱) ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:۔

"میں مسیح موعود ہوں" (ازالہ اوہام ص ۶۸۳) حتیٰ کہ آخر کار مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کر دیا۔ فرماتے ہیں:۔ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" (دافع البلاء ص ۱۰۔۱۱) "اس نبوت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقت الوحی ص ۳۹۱)

مختصر یہ کہ مرزا صاحب کے مذہبی خبط عظمت کے وہ وسوسے جو تقریباً ۱۸۷۹ء میں شروع ہوئے بڑھتے بڑھتے ۱۹۰۱ء میں نبوت کے دعوے پر منتج ہوئے مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔ "حال یہ ہے اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہو رہے ہیں اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے۔" (خط مرزا صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

۴۔ بعض مریضوں کی طرح آپ کو سمعی اور بصری واہمے HALLUCINATIONI آتے تھے انہیں آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ اور لوگ نظر آتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "میرے پاس جبرائیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا۔" (مواہب الرحمٰن ص ۴۳) "بعض اوقات دیر دیر تک خدا مجھ سے باتیں کرتا رہتا۔" (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۸۵ مصنفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

۵۔ مذہبی خبط عظمت میں مریض محسوس کرتا ہے اور دعویٰ بھی کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور اسے الہامات ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات میں جگہ جگہ اپنی وحی اور الہامات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً

"یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا۔" (سراج منیر ص ۳۰۲)

"بیس سال سے متواتر اس عاجز پر الہام ہوا ہے۔" (خط مرزا صاحب مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

رس بس جاتا ہے۔ ایسے مریض کے وسوسے اور خبط DELUSIONS نہایت منظم، مربوط، مدلل، منطقی، مستقل، متعین شدہ WELL FIXED پیچیدہ INTRICATE اور الجھے ہوئے COMDLEX ہوتے ہیں۔ یہ وسوسے اکثر ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ مرض عموماً آہستہ آہستہ ہی بڑھتا ہے۔

اکثر مریضوں کی شخصیت میں کوئی نمایاں خرابی یا نقص نہیں ہوتا۔ مریض محض اسی وسوسے یا خبط PELUSION کی حد تک ابنارمل ہوتا ہے۔ ورنہ باقی ہر لحاظ سے وہ صحیح عقل و فہم کا مالک ہوتا ہے اور بادی النظر میں بالکل نارمل دکھائی دیتا ہے۔

بعض مریضوں کو سمعی اور بصری واہمے HALLUCINATIONS آتے ہیں۔ انہیں طرح طرح کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ چیزیں نظر آتی ہیں۔ یعنی مریض حواس خمسہ کے مختلف حواس سے کچھ نہ کچھ محسوس کرتا ہے حالاں کہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اس نظام کے بنیادی وسوسے دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) اذیت بخش وسوسے (خبط اذیت) ۲۔ پرشکوہ یا اقتداری وسوسے (خبط عظمت)

خبط اذیت میں مریض سمجھتا ہے کہ لوگ اس کے خلاف ہیں۔ یہ لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور خبط عظمت کی وجہ سے مریض اپنے آپ کو ایک بڑا آدمی اور عظیم ہستی تصور کرتا ہے۔

خبط عظمت کی ایک قسم مذہبی خبط عظمت ہے۔ جس میں مریض سمجھتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے "خدا مجھے محبت کرتا ہے۔ میں اللہ کا منتخب بندہ ہوں۔ اور اس کا برگزیدہ خادم ہوں — خدا کا نبی اور رسول ہوں اور مجھے خدا نے دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے۔" ایسے لوگ نئے نئے دین وضع کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں اور اصطلاحوں کی نئی نئی تفسیریں کرتے ہیں تاکہ انہیں تصورات کے مطابق ڈھال لیں۔ مریض محسوس کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور اسے الہامات ہوتے ہیں (تحلیل نفسی۔ حزب اللہ۔ ابنارمل مائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف: کول مین)

یہ مرض عموماً مردوں کو ہوتا ہے۔ وہ بھی تیس سال کے بعد عمر کے آخری حصہ میں۔ اس قسم کے مریض بہت شکی مزاج۔ خود پندار SELF IMP RTANT متکبر ARROGANT گستاخ، مغرور اور نہایت حساس ہوتے ہیں۔ تنقید قطعاً برداشت نہیں کرسکتے۔ فوراً بھڑک اٹھتے ہیں۔ ایسے مریض زبردست احساس برتری کا شکار رہتے ہیں۔ مگر ان کے احساس برتری کے پس منظر میں احساس کمتری کارفرما ہوتا ہے۔ ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل سے دوچار ہوتی ہے (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف: کول مین)

دوسری طرف لکھتے ہیں۔ " زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے جن سے مجھے واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ " (نزول المسیح صہ ۵۷) یاد رہے کہ مرزا صاحب کی اصل زبان پنجابی تھی۔ جب کہ ان کو زیادہ تر الہام اردو میں ہوئے۔

مزید برآں بقول مرزا صاحب ان کو الہام بھی ہوتا تھا۔ آپ نے اپنی کتب میں اپنے بہت سے الہاموں کا ذکر کیا ہے۔ مرزا صاحب کو پہلا الہام ۱۸۶۵ء میں ہوا۔ بعدازاں مرزا صاحب کے بقول الہامات کی بھرمار شروع ہو گئی۔ چند الہامات ملاحظہ فرمائیے۔

" تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ (بزدلی) سے " (انجام آتھم صہ ۵۵)

" خاکسار پیپرمنٹ " (البشریٰ جلد۲ صہ ۹۷) " عالم کباب " (البشریٰ جلد ۲ صہ ۱۱۶)

" آسمان سے دودھ اترا محفوظ رکھو " (البشریٰ جلد ۲ صہ ۱۱۲) " کنواری بیوی "

" بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے " (تتمہ حقیقت الوحی صہ ۱۴۳)

" ہمارا رب حاجی ہے " (براہین احمدیہ جلد ۳ صہ ۵۲۳)

" میری نعمت کا شکر کر تو نے میری خدیجہ کو دیکھ لیا " (براہین احمدیہ جلد ۳ صہ ۵۵۷)

WE CAN WAHAT WEDO (" " " ۴۸۰)

تضادات اور تناقضات کے علاوہ اگر مرزا صاحب کے ایسے الہامات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا لغو، بے مقصد اور لایعنی کلام خدا کا تو کیا کسی نارمل انسان کا بھی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مرزا صاحب کا دعوٰی نبوت کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہ تھا بلکہ یہ ایک نفسیاتی بیماری پیرانائے PARANIA کے تحت تھا۔ کیونکہ اگر یہ دعوٰی نبوت کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوتا تو مرزا صاحب کی تحریروں میں اس قدر کھلا تضاد نہ ہوتا اور نہ ہی وہ اپنی تصنیفات میں اپنے لغو بے مقصد اور لایعنی الہامات کا ذکر کرتے۔ مرزا صاحب کے انگریزی الہامات کی زبان تک درست نہیں۔ مزید برآں سوچا سمجھا دعوٰی ہمیشہ ایسی کھلی اور واضح غلطیوں سے پاک ہوتا ہے۔

اس بیماری کے تحت مرزا صاحب کا یہ دعوٰی نبوت کوئی نیا یا انوکھا نہیں بلکہ اگر آپ آج بھی کسی پاگل خانے میں چلے جائیں تو وہاں آپ کی ملاقات پانچ سات ولیوں۔ دو چار نبیوں اور ایک آدھ خدا سے ضرور ہو جائے گی۔

پیرانائے PARANIA | پیرانائے (PARANIA) دیوانگی یا شدید دماغی خلل PSYCHOSIS کی وہ صورت ہے جب کہ وسوسوں یا خبطوں DELUSIONS کا ایک منظم گروہ مریض کے ذہن میں

کے خلاف وفاعی فصیل سی بنا دیتا ہے۔ (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف: کول مین، تحلیل نفسی: حزب اللہ)

پیرانائے کی ایک وجہ جنسی عدم مطابقت SEXVAL MALADJUSTMENT بھی بیان کی جاتی ہے۔ پیرانائے کے مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل، پریشانیوں اور مشکلات کا شکار ہوتی ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ یہ مسائل ہم جنسیت ہی کے ہوں جیسا کہ فرائڈ کا خیال ہے۔ (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف: کول مین)

بقول کول مین عصر حاضر کے محققین کی اکثریت کے خیال کے مطابق اس بیماری کی تشکیل میں اہم ترین عناصر فرد کی دوسرے لوگوں کے ساتھ باہمی تعلقات میں دشواری، اپنی کوتاہی و کمزوری اور کمتری کا شدید احساس ہے۔

بعض دوسرے ماہرین کی رائے میں اس بیماری کی تشکیل میں عموماً مندرجہ ذیل وجوہات پائی جاتی ہیں۔ غیر اخلاقی کردار پہ احساس گناہ۔ دبی ہوئی ہم جنسی خواہشات۔ احساس کمتری اور اعلیٰ غیر حقیقت پسندانہ امنگیں

مرزا صاحب ایک نفسیاتی مریض | اگر پیرانائے کے مرض کی علامات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ اس مرض کی کم و بیش تمام علامات مرزا صاحب میں موجود تھیں مثلاً :۔

۱۔ تمام مریضوں کی طرح مرزا صاحب کے تمام وسوسے DELUSIONS خوب منظم اور اکثر مریضوں کی طرح ایک ہی مرکزی خیال کہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہیں کے گرد گھومتے ہیں۔ آپ پہلے ایک مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے۔ پھر محدث کی حیثیت سے سامنے آئے۔ پھر محدث اور مجدد ہونے کا اعلان کیا۔ بعد ازاں مثیل مسیح اور مسیح موعود بنے۔ اور آخر کار نبوت کا اعلان کر دیا۔ ان تمام دعووں کا مرکزی خیال ایک ہی ہے۔ کہ وہ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے مامور ہیں۔ اگرچہ بیماری کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کا دعویٰ بھی بڑھتا چلا گیا۔

۲۔ مرزا صاحب کے وسوسے اگرچہ مربوط، مدلل اور ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے تھے مگر اکثر مریضوں کی طرح ان کے وسوسے خاصے پیچیدہ اور الجھے ہوئے تھے۔ ان کے الجھاؤ کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ وہ کبھی اپنے آپ کو مصلح (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۳۸) اور محدث (ازالہ اوہام ص ۴۲۱) کہتے ہیں اور کبھی مجدد (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵) کبھی مثیل مسیح (تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۱) اور مسیح موعود (ازالہ اوہام ص ۶۸۳) ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی نبی (دافع البلاء ص ۱۰۔ ۱۱) ہونے کا حتیٰ کہ کبھی کرشن اور گوپال ہونے کا اعلان کرتے ہیں (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲)

مرزا صاحب کے وسوسوں کی پیچیدگی ان کے بعض الہامات سے مزید ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً "مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔ بذریعہ اس الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا پس اس طرح میں ابن مریم ٹھہرا (کشتی نوح

پیرانائے کے اکثر مریض ذہین افراد ہوتے ہیں۔ ظاہری طور پر چونکہ بالکل نارمل معلوم ہوتے ہیں لہذا ہر قسم کے دلائل سے اپنی بات وقتی طور پر منوا لیتے ہیں۔ یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ موڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے وسوسوں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ (تحلیل نفسی۔ حزب اللہ)

بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے۔ کہ جب مریض کو یہ وسوسے DELUSIONS آنے شروع ہوتے ہیں۔ تو مریض کے دوست احباب اور عزیز و اقارب کو اس کی اس تبدیلی کا احساس تک نہیں ہوتا اور وہ اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ کیونکہ مریض ظاہری طور پر بالکل نارمل ہوتا ہے۔ پھر جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے یہ وسوسے زیادہ منظم ہوتے جاتے ہیں۔ اور مریض زیادہ مدلل، منطقی اور معقول معلوم ہوتا ہے۔ مرض جتنا شدید ہوگا اس کی گفتگو اتنی ہی مدلل، منطقی اور معقول معلوم ہوتی ہے (سائیکالوجی اینڈ لائف۔ رش)

ایسے مریض اپنے خیالات اور نظریات کو نہایت مربوط اور مدلل انداز میں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ لوگ ان پر یقین کر لیتے ہیں۔ ایسے افراد اپنے رشتہ داروں۔ دوست احباب اور بعض دوسرے معقول افراد کو اپنے دعوے کی سچائی پر مطمئن کر لیتے ہیں (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف: کولمین)

مریض عموماً سمجھتا ہے اور اسے اس بات کا اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو وسوسے DELUSIONS خیال کرتے ہیں مگر پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا وسوسی نظام بہت پختہ اور اس کی ساخت پرداخت حد درجہ منطقی ہوتی ہے جس کی وجہ سے مریض اپنے وسوسوں پر جما ٹکا رہتا ہے (تحلیل نفسی: حزب اللہ)

عمومی وجوہات | پیرانائے کی تشکیل میں مریض کی معاشرتی، سماجی، پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیاں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ ناکامیاں مریض کی خودی (انا) اور شخصی اہمیت کے تصور کو خطرے میں ڈال دیتی ہے جس سے اس کا وقار سخت مجروح ہوتا ہے۔ ایسے افراد کے مقاصد زندگی اور خیالات بہت بلند IDEAL ہوتے ہیں۔ مگر جب وہ ان کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو یہ ناکامی ان میں احساس کمزوری اور احساس کمتری پیدا کر دیتی ہے۔ اور پھر وہ اس احساس کمتری کو مٹانے یا کم کرنے کے لئے اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف: کولمین)

فرائڈ کے نزدیک اس مرض کے پیچھے دبی ہوئی ہم جنسی تمناؤں اور خواہشات کا گہرا ہاتھ ہوتا ہے اگرچہ مریض کو ان کا شعور و احساس نہیں ہوتا۔ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں۔ جو مریض کو پریشان کرتی ہیں۔ نتیجۃً مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کی تلافی کرنے کے لئے وہ اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا چاہتا ہے۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابل قبول اور متنفرانہ تمناؤں

چنانچہ لکھتے ہیں :-

"حالت مردمی کالعدم" (نزول المسیح ص ۲۰۹)

"جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں آخر میں صبر کیا" (المکتوب احمدیہ جلد پنجم خط نمبر ۱۴)

"میری حالت مردمی کالعدم تھی" (تریاق القلوب ص ۳۵، ۳۶)

۱۱- چونکہ یہ مریض اکثر ذہین افراد ہوتے ہیں۔ لہذا یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ موڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے وسوسوں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب بھی ابن مریم اور نبی بننے کے لئے حقائق کو توڑتے موڑتے رہے۔ چنانچہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوٰی اور چونکہ مسیح موعود تو حضرت عیسٰی ابن مریم ہیں۔ لہذا مرزا صاحب نے خود عیسٰی ابن مریم بننے کے لئے یہ پر لطف تاویل فرمائی۔ "اس نے (یعنی اللہ تعالٰی نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی .... پھر .... مریم کی طرح عیسٰی کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسٰی بنایا گیا پس اسی طور سے عیسٰی ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص ۸۷ تا ۸۹)

یعنی پہلے آپ مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسٰی ابن مریم بن کر تولد ہوگئے اس کے بعد یہ مشکل آئی کہ عیسٰی ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور و معروف مقام ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری دلچسپ تاویل سے یوں رفع کی گئی لکھتے ہیں :-

"واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں ۔۔ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔" (حاشیہ ازالہ اوہام ص ۶۳ تا ۷۳)

۱۲- خبط عظمت اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب کی شخصیت میں بھی کوئی نمایاں خرابی یا نقص نہ تھا بلکہ ظاہراً آپ بالکل نارمل انسان تھے۔ آپ بھی محض اپنے وسوسوں DELUSIONS کی حد تک ابنارمل تھے۔ مزید برآں مرزا صاحب اکثر مریضوں کی طرح کافی ذہین اور اعلٰی ذہنی صلاحیتوں کے مالک تھے چنانچہ آپ نے اپنے خیالات اور نظریات کو نہایت مربوط اور مدلل انداز میں پیش کیا جس کی وجہ سے نہ صرف ان کے قریبی

صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی" (ایک غلطی کا ازالہ)

۷۔ اس مرض کے عام مریضوں کی طرح مرزا صاحب کو بھی ۳۰ سال کے بعد عمر کے دوسرے حصہ میں لاحق ہوا۔ آپ ۴۰-۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۱ء میں پہلی مرتبہ اپنی تصنیف "فتح الاسلام" میں مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد ازاں ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

۸۔ خبط عظمت کے گرفتار دیگر مریضوں کی مانند مرزا صاحب بھی بہت حساس تھے۔ اپنے خلاف تنقید ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اس دور کے جن علماء نے ان کے دعویٰ نبوت پر تنقید کی۔ وہ ان پر برس پڑے حتیٰ کہ گالی گلوچ پر اتر آئے۔ مثلاً مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں۔

"کفن فروش۔ کتا۔ خبیث۔ سور۔ گوہ خور" (اعجاز احمدی الہامات سند از شیخ الاسلام)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"غول۔ لئیم۔ فاسق۔ ملعون۔ نطفہ سفہاء۔ خبیث۔ کنجری کا بیٹا" (انجام آتھم ۲۸۱)

۹۔ خبط عظمت کے اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب بھی زبردست احساس برتری کا شکار تھے اور ان کا یہ احساس اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اول تو وہ اپنے آپ کو تمام انبیاء کا ہم پلہ اور ہم چشم سمجھتے تھے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اپنے تئیں جامع کمالات انبیاء بلکہ تمام انبیاء سے افضل نبی گردانتے تھے۔ چنانچہ ان کے بقول

ا۔ "خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت کم نبی گذرے ہیں جن کی تائید کی گئی" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸)

ب۔ "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جاویں سو وہ میں ہوں" (براہین احمدیہ پنجم ص ۹۰/۱۰۱)

ج۔ "اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا" (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

د۔ مرزا صاحب اپنے کو حضرت آدمؑ (خطبات الہامیہ) حضرت نوحؑ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷) حضرت یوسفؑ (براہین احمدیہ پنجم) اور حضرت عیسیٰؑ (تریاق قلوب ص ۱۵) سے افضل سمجھتے تھے۔

ر۔ "اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کو دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی" (اربعین ص ۴-۱۴)

۱۰۔ بقول کولمین ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل سے دوچار ہوتی ہے۔ مرزا صاحب بھی اسی اکثریت میں شامل تھے۔ مرزا صاحب کی قوت مردمی کمزور تھی۔ جس کا مرزا صاحب کو علم بلکہ پوری شدت سے احساس تھا

یں آپ کی بیماری کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں :-

اگر پیرانائے کی عام وجوہات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ زیادہ تر مریض انہی وجوہات کی بنا پر اس مرض کا شکار ہوتے ہیں۔

۱۔ مرزا صاحب کی اس بیماری کی تشکیل میں ان کی پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ کی ابتدائی زندگی عسرت اور غربت سے شروع ہوئی۔ لکھتے ہیں :-

" مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی " (نزول مسیح ص ۱۱۸) بعدازاں ۱۸۶۴-۶۸ء میں آپ نے سیالکوٹ کی کچہری میں بطور محرر ملازمت کی۔ اس دوران ترقی کے لئے مختاری کا امتحان دیا مگر ناکام رہے۔

" آپ (مرزا صاحب) نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانون کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے " (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳۸۔ مرزا بشیر احمد)

اسی طرح مرزا صاحب کی ازدواجی زندگی بھی کچھ زیادہ کامیاب نہ تھی۔ کیونکہ آپ کی قوت مردمی کمزور تھی لکھتے ہیں " جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں آخر میں نے صبر کیا " (المکتوب احمدیہ جلد پنجم خط نمبر ۱۴) " حالت مردمی کالعدم " (نزول المسیح ص ۲۰۹)

پیشہ ورانہ اور ازدواجی ناکامیوں نے مرزا صاحب کی انا اور وقار کو سخت مجروح کیا۔ جس سے آپ میں اپنی کوتاہی کمزوری اور کمتری کا شدید احساس پیدا ہوگیا۔ پھر اس احساس کو مٹانے کے لئے آپ نے اپنے آپ کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔

۲۔ اکثر مریضوں کی طرح مرزا صاحب بھی جنسی مسائل (جنسی عدم مطابقت SEXUAL MALADJUSTMENT) کا شکار تھے۔ کیونکہ آپ جنسی لحاظ سے کمزور تھے اور اس کمزوری کی وجہ سے ازدواجی فرائض بہتر طور پر ادا نہ کرسکتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان میں شدید احساسِ گناہ پیدا ہوا۔ پھر اس کی تلافی کرنے کے لئے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا شروع کردیا۔

۳۔ ممکن ہے کہ فرائڈ کے نظریے کے مطابق مرزا صاحب کے مذہبی خبط عظمت کے پیچھے ہم جنسی تمناؤں اور خواہشات کا ہاتھ ہو۔ ممکن اس لئے کہ مریض کو ایسی خواہشات کا احساس اور شعور نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ خواہشات لاشعوری ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابلِ قبول سمجھی جاتی ہیں جو مریض کو پریشان کرتی ہیں نتیجۃً مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتا ہے پھر اس کی تلافی کرنے کے لئے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ بنا کر پیش کیا۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابلِ قبول اور متنفرانہ تمناؤں کے خلاف دفاعی فصیل بنا دیا۔

عزیزوں اور دوستوں بلکہ معاشرے کے بعض دوسرے ذہین افراد نے بھی ان کے دعوے کی سچائی کو مان لیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں ۲۰ برس تک مرزا صاحب کے مرید رہے۔ بعد ازاں توبہ کرلی۔ اور مرزا صاحب کے شدید مخالف بن گئے۔

۱۳۔ مریض کو عموماً احساس اور اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو درست خیال نہیں کرتے مگر پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتا۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

" اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ (مولانا ثناء اللہ امرتسری) اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔" (مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۷ء۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲۰)

یعنی مرزا صاحب کو بھی احساس تھا کہ دوسرے لوگ ان کے خیالات کو درست نہیں سمجھتے مگر مولانا ثناء اللہ اور دوسرے علماء کی واضح تردید سے بھی آپ مطمئن نہیں ہوئے بلکہ نبوت کا شوق جاری رکھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب مذکورہ بالا اشتہار کے ایک سال بعد فوت ہوگئے۔ جب کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تیس سال تک زندہ رہے۔

۱۴۔ اگرچہ مرزا صاحب کو کوئی دوسری شدید ذہنی بیماری PSYCHOSIS لاحق نہ تھی جس کی وجہ سے وہ ظاہری طور پر نارمل معلوم ہوتے تھے۔ مگر مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد نے ان کی بعض خفیف ذہنی بیماریوں NEUROSES کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً

" مرزا صاحب کو جوانی میں ہسٹریا کی شکایت ہوگئی تھی اور کبھی کبھی اس کا ایسا دورہ پڑتا تھا کہ بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۷، مصنفہ مرزا بشیر احمد)

" اور پھر ان سب پر مستزاد مالیخولیا اور مراق کا موذی مرض" (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد)

مذکورہ بالا واقعات، حقائق اور دلائل سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ خبط عظمت کی کم و بیش تمام علامات مرزا صاحب کی شخصیت میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا صاحب دراصل ایک شدید ذہنی بیماری (PSYCHOSIS پیرانائے PARANIA) میں مبتلا تھے۔ اور ان کا دعویٰ نبوت بھی اسی بیماری کے اثر کا نتیجہ تھا۔

اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو یہ نفسیاتی بیماری کیوں لاحق ہوئی؟ ہمارے خیال

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن پر" (اربعین نمبر ۴ ص ۲۵)

۶۔ جیسا کہ قبل ازیں بتایا جاچکا ہے کہ مذہبی خبط عظمت کا مریض سمجھتا اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا منتخب بندہ اور اس کا برگزیدہ خادم ہے۔ خدا نے دنیا کی اصلاح کے لئے اسے بھیجا ہے۔ ایسے لوگ نئے نئے دین وضع کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں اور اصطلاحوں کی نئی نئی تفسیریں ایجاد کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیں۔

مرزا صاحب چونکہ مذہبی خبط عظمت کے مرید تھے چنانچہ ان کے دعوے بالکل اسی نوعیت کے تھے مثلاً "خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا" (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ص ۸۲) براہین احمدیہ میں اپنی ذات کے متعلق بار بار اظہار کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح اور اسلام کی دعوت کے لئے خدا کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کے مجدد ہیں۔ اور ان کو حضرت مسیح سے مماثلت ہے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۹۔ مصنفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

چنانچہ مرزا صاحب نے ایک نیا دین وضع کیا اور نبی بن گئے۔ اس کے لئے قرآن و حدیث کی عجیب و غریب تشریح اور تفسیر کی جو کہ نہ صرف علماء امت کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ ان کے اپنے ابتدائی خیالات کے بھی برعکس ہے مثلاً ابتداء میں آپ ختم نبوت کے قائل تھے اور ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔" (ازالہ اوہام ص ۷۶۱) "اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے۔ اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ شروع کردے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کرچکا ہو" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷)

"ہم اس بات کے قائل ہیں اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔" (سراج منیر ۳۰۲)

چنانچہ بعد ازاں جب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لفظ ختم نبوت کی عجیب و غریب تعبیر اور تفسیر کی۔ اور اس کو اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔" وہ (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ان معنوں میں خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو "تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں" (چشمہ معرفت ضمیمہ ص ۹) یعنی "خاتم النبیین" کے معنی آخری نبی کے نہیں بلکہ افضل النبیین کے ہیں۔ اس طرح نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے البتہ کمالات نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہوگئے ہیں۔

مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کے لئے ایک اور دلچسپ تاویل کی۔ لکھتے ہیں:۔ "مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے۔ اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی

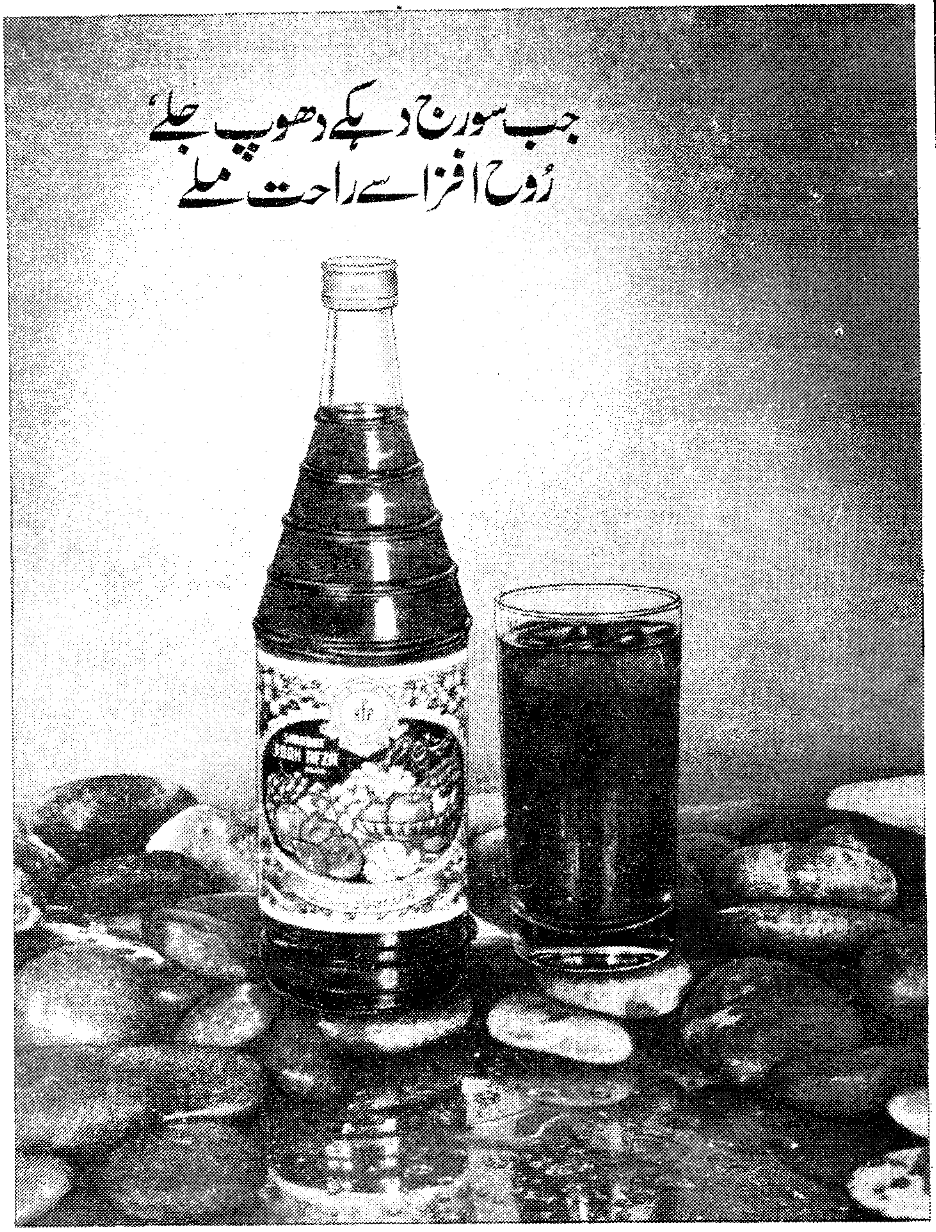

مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنے منفرد خواص کی بدولت
نظامِ حرارت و برودت میں توازن اور اعتدال پیدا کرکے گرمی کی شدّت اور بے چینی سے محفوظ رکھتا ہے،
جسم و جان کو ٹھنڈک پہنچا کر پیاس بجھاتا ہے اور تسکین بخشتا ہے۔

رُوح افزا مشروبِ مشرق

ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں

آوازِ اخلاق
اخلاق عملاً مذہب ہے اور مذہب اصولاً اخلاق ہے۔

Adarts HRA-5/84